علامہ اقبال اور مہجور کشمیری

خواجہ زاہد عزیز

ABSTRACT:

Ghulam Ahmad Mahjooris a national poet of Kashmir. He encouraged the Kashmiris emulating Allama Iqbal to fight against the cruel rulers. Among all Kashmiri poets, Mahjoor was very much impressed by Iqbal's personality, philosophy and poetry. Allama Iqbal stimulated the poetical essences of Mahjoor Kahsmiri. Mahjoor was not only impressed by Iqbal's philosophy and poetry but also his political ideas and revolutionary ideologies. He was very much impressed by Iqbal's poetry. Therefore, he presented his most Kashmiri poetry in Kashmiri literature after conforming Iqbal's urdu poetry.

علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر وفن نے کشمیری زبان کے جن شعرائے کرام کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے اُن میں پیرزادہ غلام احمد مہجور سرفہرست ہیں۔ جنھیں کشمیری شاعری کے چوتھے دور کا امام اور جدید دور کا نقیب مانا جاتا ہے۔ آپ ۱۸۸۷ء میں ماتری گام کشمیر کے پیروں کے ایک متوسط درجہ کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنی شاعری کا آغاز اٹھارہ سال کی عمر میں فارسی اور اردو زبان سے کیا لیکن ان زبانوں میں اظہار و بیان پر قدرت نہ حاصل کر سکنے اور دلی تسکین نہ ملنے کی وجہ سے انھیں خیر باد کہا(۱) اور اپنی اَن پڑھ اور مظلوم عوام کی فلاح وآزادی کی خاطر کشمیری شاعر رسول میر اور ابتدائی دور کے شعرائے کرام سے متاثر ہوکر کشمیری زبان میں شعر کہنے شروع کئے۔

علامہ اقبال پیرزادہ غلام احمد مہجور کی شخصیت سے واقف تھے اور ان ہی کی شاعری اور پیام سے مہجور کی زندگی اور شاعری میں انقلاب پیدا ہوا جس نے اپنے فکروفن سے کشمیریوں کو ایک نیا راستہ دیا اور تحریک آزادی میں جوش و ولولہ پیدا کیا۔ مہجور کشمیری کو علامہ اقبال سے متعارف کرانے کا شرف چوہدری خوشی محمد ناظر کو حاصل ہے۔ آپ علامہ اقبال کے دیرینہ رفیق اور حکومت جموں وکشمیر کے مشیر مال تھے۔ جموں وکشمیر میں ۱۹۰۲ء کے بعد جن شعری وادبی محفلوں کا آغاز ہوا ان میں علامہ اقبال کے دو پرانے ساتھی منشی سراج الدین احمد میر منشی کشمیر ریڈیڈنسی اور چوہدری

محمد ناظر پیش پیش تھے(۲)۔ ان علمی وادبی محفلوں نے کشمیری عوام کی بیداری میں ایک اہم کردار ادا کیا اور نوجوانان کشمیر ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان نوجوانوں میں غلام احمد مہجور بھی تھے۔

مہجور علامہ اقبال کے فن اور شاعری کے ساتھ ساتھ ان کے سیاسی افکار اور انقلابی نظریات سے بھی بے حد متاثر تھے۔ آپ اقبال ہی کے نقش قدم پر چل کر کشمیری قوم کی مدد کرنا چاہتے تھے۔ مہجور کے کلام کا بہت بڑا حصہ سیاسی شاعری پر مشتمل ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے کشمیری عوام کو بیدار ہو کر اپنے حقوق اور آزادی حاصل کرنے کی تلقین کی۔ آپ فرماتے ہیں:

کمی سنا بدلوو سون تقدیر — قائد اعظم شیر کشمیر

بندگی موکہ لے یہ زندگی پھیر — قائد اعظم شیر کشمیر

شونجمۂ بستی کمی وُزناوٗ — آزاد گژھ نچ وَتھ کمی ہاو

کمی سندی ووجودن زند کر کشیر — قائد اعظم شیر کشمیر (۳)

مہجور علامہ اقبال کے معتقد تھے اور ان سے آپ کی باقاعدہ خط وکتابت تھی۔ اقبال کے خطوط کے کئی مجموعوں میں مہجور کشمیری کے نام خط ملتے ہیں۔ علامہ اقبال مہجور کو کشمیر میں علم وادب اور شعر وسخن کی ترقی کے لئے مفید مشورے بھی دیا کرتے تھے۔ اقبال نامہ اور انوار اقبال میں علامہ کا حسب ذیل خط مہجور کے نام ملتا ہے جو علامہ اقبال نے ۱۹۲۲ء میں تحریر کیا:

> مجھے یہ معلوم کر کے کمال مسرت ہوئی کہ آپ تذکرہ شعرائے کشمیر لکھنے والے ہیں۔ میں کئی سالوں سے اس کے لکھنے کی تحریک کر رہا ہوں مگر افسوس کہ کسی نے ادھر توجہ نہیں دی۔ آپ کے ارادوں کو اللہ تعالیٰ برکت دے۔ افسوس کہ کشمیر کا لٹریچر تباہ ہوگیا۔ اس تباہی کا باعث زیادہ تر سکھوں کی حکومت اور موجودہ حکومت کی لاپرواہی ہے نیز مسلمانان کشمیر کی غفلت سے کیا ممکن نہیں کہ وادی کشمیر کے تعلیم یافتہ مسلمان اب بھی موجودہ لٹریچر کی تلاش وحفاظت کے لئے ایک سوسائٹی بنائیں۔ ہاں تذکرہ شعرائے کشمیر لکھتے وقت مولانا شبلی کی شعرالعجم آپ کے پیش نظر ہونی چاہئے۔ محض حروف تہجی کی حیثیت سے شعرا کا حال لکھ دینا کافی نہیں ہوگا۔ کام کی چیز یہ ہے کہ آپ کشمیر میں فارسی شعر کی تاریخ لکھیں مجھے یقین ہے کہ ایسی تصنیف نہایت بارآور ہوگی اور اگر خود کبھی کشمیر میں یونیورسٹی بن گئی تو فارسی زبان کے نصاب میں اس کا کورس میں ہونا یقینی ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ کشمیر کی قسمت عن قریب پلٹا کھانے والی ہے(۴)۔

۱۹۲۱ء کا سال کشمیری عوام کی جدو جہد آزادی میں بہت زیادہ اہمیت وافادیت رکھتا ہے۔ اسی سال ماہ جون کے آغاز میں علامہ اقبال کشمیر تشریف لے گئے۔ وہاں مہجور سے بھی ملاقات کی۔ آپ نے مہجور کو بزم ادیبان کشمیر بنانے کا مشورہ دیا۔ اس بزم کو بنانے کا مقصد یہ تھا کہ مہجور کشمیری زبان کے شعرائے کرام کی ایک مجلس بنائیں اور

انھیں زندگی آمیز و زندگی آموز مسایل و معاملات پر لکھنے کی تحریک دیں۔ علامہ اقبال نے کشمیر میں اپنی قانونی و عدالتی مصروفیات کے علاوہ ادبی و شعری سرگرمی بھی کی اور نشاط باغ میں بیٹھ کر ساقی نامہ، کشمیر اور غنی کاشمیری جیسی معرکۃ الارا نظمیں لکھیں جو بعد میں پیامِ مشرق میں شایع ہوئیں (۵)۔ ان نظموں کا اثر سب سے زیادہ مہجور کشمیری نے قبول کیا۔ مہجور نے اپنی مشہور سات بندی کشمیری غزل باغ نشاط کے گلو علامہ اقبال کی فارسی نظم ساقی نامہ کی بحر میں لکھی (۶)۔ ۱۹۳۴ء میں فارسی اور پنجابی کے مشاعرہ میں مہجور نے اس وقت تک شرکت نہیں کی جب تک کشمیری کلام پڑھنے کی اجازت نہ ملی۔ سرینگر کے اسی مشاعرے میں باغ نشاط کے گلو کو محمود نامی کشمیری نے سامعین کے سامنے پیش کیا۔ جدید تاریخ کشمیر میں یہ پہلا موقع تھا کہ کشمیری زبان کے اشعار نہ صرف ایک بلند پایہ ادبی محفل میں پیش ہو کر مقبول ہوئے بل کہ کشمیر کے مقتدر اخبار مارتنڈ نے ۱۱۶ اسوج ۱۹۹۱ء بکرمی کے پرچے میں اس غزل کی اہمیت و مقبولیت کا اعتراف کیا۔ اس طرح یہ غزل زبان زدِ خاص و عام ہوئی۔

باغ نِشاط کے گُلو ناز کران کران ولو
خَنْد کران کران ولو
موختہ ہران ہران ولو (۷)

علامہ اقبال نے اپنی شاعری میں وطن سے محبت کا جو معیار قایم کیا ہے۔ وہ معیار ان کے پیش رو نہ قایم کر سکے۔ اقبال کا جذبہ وطنیت ان کے حریت انسانی ہی کا ایک حصہ رہا ہے۔ البتہ اقبال نے وطنیت کی وہاں مخالفت کی جہاں وطنیت کا نظریہ اجتماعی انسانیت کے تصور سے متصادم ہوتا ہے۔ مہجور کشمیری نے اقبال کے اس طرز فکر کو اپنایا جس طرح اقبال وطن سے دوری یا غریب الوطنی پر نوحہ خواں رہے۔ اسی طرح مہجور بھی وطن کی غربت اور محکومی پر تڑپتے رہے جیسا کہ خود ان کے تخلص سے عیاں ہے۔ جب علامہ اقبال کی نظم خطاب بہ جوانان اسلام" چھپی تو مہجور نے اس کی تقلید کی اور خطاب بہ مسلم کشمیر کے عنوان سے ایک دردناک نظم لکھی جو ۶ جون ۱۹۲۴ء کے اخبار "کشمیر" میں شایع ہوئی۔ مہجور لکھتے ہیں:

بتا اے مسلم کشمیر کبھی سوچا بھی ہے تو نے
تو ہے کس گلشن رنگین کا برگ شاخ عریانی
شکستہ حالی بغداد پر تھا نوحہ خواں سعدی
پے اسپین ہے اقبال محو مرثیہ خوانی
مگر کشمیر میں ویران ہو اسلام کا گلشن
کوئی کرتا نہیں جز آب شبنم اشک افشانی (۸)

مہجور نے صرف آزادی و حریت اور وطن سے محبت کا درس ہی اقبال سے نہ سیکھا بل کہ علامہ اقبال نے جس موضوع پر لکھا مہجور نے بھی کشمیری زبان میں اس کی ترجمانی کی کوشش کی۔ اس اعتبار سے اگر یہ کہا جائے کہ مہجور

علامہ اقبال کے کلام و پیام کے کشمیری زبان میں ترجمان بنے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ علامہ اقبال نے احترام نسواں کے بارے میں جو کچھ لکھا وہ اعلیٰ انسانی اقدار اور عظمت انسانی کا مظہر ہے۔ اقبال نے عورت کے وجود کو عظیم و جلیل کہا اور یہاں تک کہہ دیا:

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں (۹)

اقبال نے ماں کی عظمت و بلندی بھی بیان کی ہے وہ اسلامی تعلیم و افکار کی آئینہ دار ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ مہجور نے اقبال کے اس خیال کو اس انداز سے بیان کیا ہے:

میے لاج شوب یتھ فانی سرایس
اولیا تہ دوتا میے کنی آے (۱۰)

اقبال کی شاعری میں اقوام مشرق کو بیدار کرنے کا درس بدرجہ اتم موجود ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں یہ شرف صرف علامہ اقبال ہی کو حاصل ہے کہ جس نے اپنے فکر شعر کو صرف اپنی ہی قوم یا خطے تک محدود نہیں رکھا بل کہ ان کا کلام آفاقی اور عالم گیر ہے۔ مہجور کی شاعری کا مرکز ومحور اس کی قوم اور وطن ہے اور وہ اپنے تمام بھائیوں کو آزادی وحریت کا درس دیتے ہیں۔ مہجور رقم طراز ہے:

سحر ہے مستی بھرا دل ہے جوانی ہے
گلوں سے داد کی طالب میری شعلہ بیانی ہے
یہ بے برگ ونوا شاخیں یہ بے صوت وصدا چشمے
دلیل ابر گوہر بار میری نغمہ خوانی ہے
سرور زندگی میں بے خودی وجہ خدائی ہے
خودی سے ریزہ ریزہ یہ حصار بد گمانی ہے
یہی کشمیر مشرق کو بہار بے خزاں دے گا
میرا پیغام شرح سوز و ساز زندگانی ہے (۱۱)

مہجور نے ایک خاص ولولہ، ایک خاص لے، نیا جذبہ اور ایک اسلوب اقبال سے لیا۔ یہ اسلوب انقلاب آفرین اور انقلاب آمیز تھا۔ اس اسلوب نے سونے پہ سہاگہ کا کام دیا۔ علامہ اقبال کی شاعری اور پیام نے ہی مہجور کی زندگی اور شاعری میں انقلاب برپا کیا۔ جس نے اپنے فکر وفن سے کشمیریوں کو ایک نئے راستے پر گامزن کیا اور تحریک آزادی میں جوش و ولولہ کو ایک نئی جہت بخشی۔ یہ انقلاب مہجور کی شاعری میں نمایاں نظر آتا ہے:

گٹہ ژلہ گاش ییہ گاہ ترو ولالن   شنگر مالن پیو پرا گاش

شنگر مالن کوہن تہ بالن
سنگر مالن پیوپرا گاش

باغکی رینزل وادلین گالن بلبلہ تڑاُو غم کڈپکھن واش

ییتہ یود چونے مذہب پالن
سنگر مالن پیوپرا گاش (۱۲)

مہجور کی شاعری میں مناسب الفاظ کی فروانی، تخیل کی بلندی، جذبات کی فراوانی اور احساسات کی عظمت ملتی ہے۔ اقبال کا مجموعہ کلام بانگ درا پہلی دفعہ ۱۹۲۴ء میں شایع ہوا۔ اس مجموعہ کلام میں جو نظمیں مہجور کے لئے مسحور کن تھیں اُن میں ہمالہ، گلِ رنگین، ابرِ کوہسار، پرندہ کی فریاد، صدائے درد، خفتگان خاک سے استفسار، تصویر درد، ترانہ ہندی، ہندوستانی بچوں کا قومی گیت، نیا شوالہ اور خضر راہ اہم ہیں (۱۳)۔ ان نظموں سے مہجور بہت زیادہ متاثر تھے اور آپ نے زیادہ تر کلام ان نظموں سے متاثر ہو کر کشمیری ادب میں شاعری کی صورت میں پیش کیا۔

ہمالہ اقبال کی ایک مشہور نظم ہے۔ جس میں آپ نے فطرت کی عکاسی اور تصویر کشی کی ہے۔ جب اقبال کی اس نظم کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ مہجور بھی گلشن وطن چھ سونے میں اقبال ہی کی وطنیت کا راگ الاپتے ہیں۔ مہجور نے اس نظم میں منظر نگاری کی بہترین عکاسی کی ہے:

اُندی اُندی سفید سنگر
دیوار سنگ مرمر
منز باگ سبز گوہر
گلشن وطن چھ سونے (۱۴)

اس نظم میں مہجود نے اپنے وطن کے چپے چپے کو نہایت دلفریب طریقے سے پیش کیا ہے اور اس کی خوبصورتی کو پیش کرنے میں وہ اپنے فن کا اسی طرح اظہار کرتے ہیں جس طرح علامہ اقبال نے اپنی نظم ہمالہ میں کیا ہے:

اے ہمالہ! اے فصیل کشور ہندوستان
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں
تجھ میں کچھ پیدا نہیں دیرینہ روزی کے نشاں
تو جواں ہے گردش شام و سحر کے درمیاں
ایک جلوہ تھا کلیم طور سینا کے لیے
تو تجلی ہے سراپا چشم بینا کے لیے (۱۵)

علامہ اقبال کی نظم گلِ رنگین کا تصور مہجور کی نظم گُلالس کن میں ایک جیسا ہی ہے۔ علامہ اقبال اپنی اس نظم میں یوں رقمطراز ہیں:

تو شناسائے خراش عقدہ مشکل نہیں
اے گل رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں
زیب محفل ہے، شریک شورش محفل نہیں
یہ فراغت بزم ہستی میں مجھے حاصل نہیں
اس چمن میں میں سراپا سوز و ساز آرزو
اور تیری زندگانی بے گداز آرزو (۱۶)

مہجور اقبال کی تقلید کرتے ہوئے اپنی نظم گلاس کن میں یوں فرماتے ہیں:

لالو لالوہا گُل لالو حالِ دل کرو اظہار
داغ ہیتھ کیتو آکھ لالہ گوپالوتتہ چھاساری داغدار
تتھ عالمس منز اُس خاموشی غمہ نشہ اوس موکچار
داغکی اسباب تتہ اُسی نایاب تتہ اوس سوکھ تے قرار (۱۷)

اقبال کے کلام کا تاثر مہجور پر اور بھی چھلکتا نظر آتا ہے جب اقبال کی نظم تصویر درد کا عکس مہجور کے کلام میں نظر آتا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

نشاں برگ گل تک بھی نہ چھوڑا اس باغ میں گل چیں!
تری قسمت سے رزم آرائیاں ہیں باغبانوں میں
یہ خاموشی کہاں تک؟ لذت فریاد پیدا کر!
زمین پر تو ہو، اور تیری صدا ہو آسمانوں میں
زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطر قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے! (۱۸)

مہجور اپنی نظم میں اقبال کی تقلید کرتے ہوئے کچھ اس انداز سے اظہار خیال کرتے ہیں:

چمن واران روان شبنم ژٹتھ جامہ پریشان گل
گلن تے بلبلن اندر دبار جان پیدا کر
محبت پننہ وطنک پوراسن شوبہ انسانس
ژِلی مان منزلس واتکھ یتھے ایمان پیدا کر
کری کس بلبلا آزاد پنجرس منز ژنالان چھکھ
ژپنہ نے دستہ بنہ نین مشکلن آسان پیدا کر (۱۹)

علامہ اقبال کی نظم ترانہ ہندی ہندوستان میں ہندو مسلم یک جہتی کی تلقین کرتی ہے۔ اقبال فرماتے ہیں:

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم، وطن ہے ہندوستاں ہمارا (۲۰)

مہجور اقبال کی تقلید کرتے ہوئے کشمیر میں ہندو مسلم اتحاد کی بھرپور تلقین کرتے ہیں: بقول مہجور:

دودھ چھ مسلم ہیوند چھ شکر صاف صاف
دودھ تہ بیہ شکر رلاوو پانہ وانی (۲۱)

یہ قدرت کی عجیب ستم ظریفی ہے کہ مہجور جو پیری فقیری چھوڑ کر ملازمت میں آئے تھے۔ انھیں بعد میں ایسے کام سے واسطہ پڑا جو پہلے سے بھی زیادہ دردناک تھا۔ ایک پٹواری کی حیثیت سے انھوں نے مزدوروں اور مزارعوں کو زمینداروں اور جاگیرداروں کے ہاتھوں لٹتے دیکھا۔ چناں چہ مہجور نے اس نظام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور قلم کو مزدوروں اور کسانوں کے لئے وقف کیا۔ جس پر حکومت کشمیر نے انھیں لداخ کے دور افتادہ علاقہ میں تبدیل کر دیا۔ کیوں کہ انھوں نے اقبال کے اس شعر:

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

کی تقلید میں کشمیری زبان میں ایسے ہی پر جوش شعر کہے جو حکومت وقت کے لیے ایک خطرہ سے کم نہ تھے۔ اقبال مرشد کامل کی طرح ان کے سامنے کھڑے تھے۔ مہجور جب تک زندہ رہے وہ حریت و آزادی کے گیت گاتے رہے۔ مہجور ہر لحاظ سے اقبال سے رہ نمائی حاصل کرتے رہے اور اُن کے افکار و اشعار کو کشمیری زبان کے سانچے میں ڈھالتے رہے۔

حوالے:

(۱) پریم ناتھ بزاز، تاریخ جدو جہد آزادی کشمیر، ویری ناگ پبلشرز، میر پور، آزاد کشمیر، ۱۹۹۲، صفحہ ۳۰۳۔

(۲) کلیم اختر، مضمون: مہجور کشمیر کے اقبال ہیں، مشمولہ، مطبوعہ ماہ نو، ۱۹۷۸ء، ص ۱۹۱۔

(۳) پیرزادہ غلام احمد مہجور، کُلیات مہجور، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۳۴۸۔

(۴) صابر آفاقی، ڈاکٹر، اقبال اور کشمیر، اقبال اکادمی لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۶۹۔

(۵) پی۔این۔پُشپ، شیرازہ (مہجور نمبر)، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۲ء، ص ۶۲۔

(۶) عبدالاحد آزاد، کشمیری زبان اور شاعری، جلد سوم، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۲ء، ص ۲۹۱۔

(۷) پیرزادہ غلام احمد مہجور، کلیات مہجور، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۱۲۷۔

(۸) کلیم اختر، شیرازہ (مہجور نمبر)، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۴ء، ص ۱۳۵۔

(۹) غلام رسول مہر، مطالب ضرب کلیم، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۴۱۔

(۱۰) پیرزادہ غلام احمد مہجور، کُلیات مہجور، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء ص ۳۳۶۔

(۱۱) محمد یوسف بخاری، ڈاکٹر، انتخاب کلام مہجور، شعبہ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۱۔

(۱۲) پیرزادہ غلام احمد مہجور، کلیات مہجور، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۱۸۳۔

(۱۳) پی۔این۔پُشپ، شیرازہ (مہجور نمبر)، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۲ء، ص ۶۵۔

(۱۴) پیرزادہ غلام احمد مہجور، کُلیات مہجور، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۲۶۶۔

(۱۵) غلام رسول مہر، مطالب بانگ درا، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۱۔

(۱۶) ایضاً، ص ۱۷۔

(۱۷) پیرزادہ غلام احمد مہجور، کلیات مہجور، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۳۰۷۔

(۱۸) غلام رسول مہر، مطالب بانگِ درا، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۹۸۔

(۱۹) پیرزادہ غلام احمد مہجور، کلیات مہجور، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۲۷۱۔

(۲۰) غلام رسول مہر، مطالب بانگِ درا، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۲۳۔

(۲۱) پیرزادہ غلام احمد مہجور، کلیات مہجور، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۲۷۹۔